ایک احمدی خادم کے اوصاف

ہم خادم کی حیثیت سے پیدا ہوئے ہیں اور خادم کے مقام پر کھڑے رہنا ہماری زندگی کا معراج ہے۔پس آگے بڑھنا ہے اور ساری دنیا سے آگے نکلنا ہے۔اس لئے اپنے حق کو استعمال کریں۔اور وہ آپ کا یہ حق ہے کہ آپ پکے اور سچے اور حقیقی خادم بنیں کیونکہ خادم بننا بھی انسان میں ایک قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی۔پس اس قوت کو یعنی خادم بننے کی قوت اور استعداد کو اس کے کمال تک پہنچانا چاہیے، اس کی نشوونما ادھوری نہ رہ جائے بلکہ جس حد تک کوئی فرد یا نفس اپنے خادم بننے کی طاقت کو زیادہ سے زیادہ نشوونما دے کر انتہائی رفعت تک پہنچا سکتا ہے وہاں تک اس کی خدمت کا جذبہ پہنچنا چاہیے۔

اس حق کو پوری طرح حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مقام پر بارہ باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

۔"میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے اخلاق فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدقِ مقال اور پرہیز گاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں"۔ (کتاب البریہ صفحہ نمبر ۱۶۸ حاشیہ)

یہ بارہ صفات درج ذیل ہیں۔

1۔اخلاق فاضلہ 2۔حلم 3۔کرم 4۔عفت 5۔تواضع 6۔انکسار 7۔ خاکساری

8۔ہمدردیٔ مخلوق 9۔پاک باطنی 10۔اکلِ حلال 11۔صدق حلال 12۔پرہیز گاری کی صفت۔

1اخلاق فاضلہ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْ مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ط ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ ط بِمَا یَصْنَعُوْنَ o (سورۃ النور آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: تُو مومنوں سے کہدے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں ، یہ اُن کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا۔جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے اچھی طرح خبر دار ہے

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ العَاصِ رَضِیَ اللّٰہِ عَنْھُمَا قَالَ : لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَاحِشًا وَّ لاَ مُتَفَحِّشًا وَ کَا نَیَقُوْلُ: اَنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلاَ قًا۔ (بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا و لا متفحِ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نہ تو خود حد سے بڑھتے تھے اور نہ حد سے بڑھنا پسند کرتے تھے۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے تم میں سے وہ بہتر ہے جو سب زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

حدیث: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَ اَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔ (ترمذی ابواب البرو الصلۃ باب فی معاشرۃ الناس)

ترجمہ: حضرت معاذبن جبلؓ بنان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔اگر کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آئو۔

خادم بننے کا پہلا حق یا خادم بننے کے لئے پہلا گر یہ ہے کہ آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہنی چاہیے اگر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا آئے تب بھی بشاشت آنی چاہیے۔

”پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر خادم کے اندر خوش خلقی ہونی چاہیے۔کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں۔محبت اور پیار سے باتیں کرنی ہیں۔اس وقت آپ دنیا سے جتنی محبت کریں گے اتنی جلدی آپ ان کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسان کے سائے کے نیچے لے آئیں گے۔اور انہیںآپ کا غلام بنا دیں گے۔“ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ 246)

”اچھے اخلاق میں سے میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ سچ اوردیانت ہیں۔اور بھی بہت سے اخلاق ہیں مگر سچ اور دیانت نہایت اہمیت رکھنے والے اخلاق ہیں۔ جس قوم میں سچ پیدا ہوجائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جاسکتی ہے۔سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا اور ان دونوں کافقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔“(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷-فروری۱۹۳۹)

”پس دلائل مذہبی، دعائیں اور اخلاق فاضلہ یہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ، انہی توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کرکے اسلام کا پرچم لہرانا اور ان پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری رہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مسلح فوج تیار کرلیں گے جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکے گا۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷مارچ ۱۹۳۹مطبوعہ الفضل ۷ اپریل۱۹۳۹)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”خوش خلقی کا بڑا اثر ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا خلق ہے جس کا بغیر کچھ خرچ کئے اثر ہوتا ہے اس میں وقت کا بھی کوئی خرچ نہیں مال کا بھی کوئی خرچ نہیں لیکن ا طرح آپ دوسرے کوخوشی پہنچا سکتے ہیں اس کو مسرت حاصل ہوتی ہے اوروہ بشاش ہو جاتا ہے۔ (افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 16اکتوبر 1970)

”اچھے اخلاق ہونے چاہیے اس میں معنے ہیں کہ جب تم دوسرے سے ملو یا اس سے بات چیت کرو تو زبان کی تیزی نہ دکھاؤ تمہارے چہرے پر ہر حال میں مسکراہٹ ہو تو یہ بات دوسرے پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔“ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ 244)

2حلم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرۃ : ۱۵۴)

ترجمہ:اے لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر اور دعا کے ذریعہ سے (اللہ کی)مدد مانگو۔اللہ یقینا صابروں کے ساتھ (ہوتا)ہے۔

حدیث: عَنْ عَائِشَۃَؓ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم قَالَ: اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْ ئٍ اِلَّا زَانَہٗ وَ لَا یُنْزَ عُ مِنْ شَیْ ئٍ اِلَّا شَا نَہٗ (مسلم کتاب البرو

الصلۃ باب فضل الرفق)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطرہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کی حضور ﷺ نے فرمایا۔کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہو اتنا ہی یہ اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔یعنی رفق اور نرمی میں ہی حسن ہے۔

''دوسری چیز جس سے ایک خادم کی خدمت قوت جلا حاصل کر سکتی ہے اور جو ا کی نشونما کو کمال تک پہنچانے میں ممدو معاون بنتی ہے وہ حلم ہے۔حلم کے معنے ہیں صبر اور بردباسی اور طیش میںنہ آنا او روقار کے ساتھ انتظار کرناویسے توکئ معنوں میںانتظار کالفظ استعمال ہوجاتا ہے۔لیکن ہمارے لئے تو یہ ہو گا کہ وقار کے ساتھ اس آخری کامیابی کا انتظار جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔

پس ہم جنہیں یہ یقین ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور اس کی مخلوق کی ہمدردانہ طورپرخدمت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے۔ہم نے اپنے دشمن کا دل جیتنا ہے ، اپنے فائدے کے لئے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں لانے کے لئے۔اس لئے بڑے وقار کے ساکھ ان وعدوں کے پورا ہونے کاانتظار کریں۔طیش میں نہ آئیں، صبر اور وقار والی زندی گزاریں۔'' (مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۲۴۷)

3کرم

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (العمران : ۱۳۵)

ترجمہ:اور لوگو ںکومعاف کرنے والے ہیںاور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

حدیث: عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍؓ عَن رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ: اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَکَ وَ تُعْطِیَ مَنْ مَنَعَکَ تَصْفَحُ عَمَّنْ شَتَمَکَ۔ (مسند احمد صفحہ ۴۳۸/۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے کسور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے کسور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔

"تیسرا ذریعہ قوتِ خدمت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "کرم" بتایا ہے۔ کرم کے معنے ایک تو درگزر کرنے کے ہوتے ہیں اور دوسرے جو دیعنی سخاوت کرنے کے۔دراصل درگزر کرنا بھی سخاوت ہی کاایک پہلو ہے اس لئے جو سخی شخص اپنے مال و دولت کاایک حصہ دوسرے کو دیتا ہے۔وہ اپنے ایک جائز حق میں سے دے رہا ہوتا ہے اور جو درگزر کرتا ہے وہ انتقام لینے کا جو حق ہے اسے وہ چھوڑ دیتا ہے۔شرط وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ لگائی ہے کہ دوسرا اگر عفو کرنے سے اپنے گناہ میں اور زیادہ بڑھتا ہے تو پھر تھوڑا سا انتقام بھی لے لینا چاہیے۔لیکن اصل بنیادی چیز یہی ہے کہ درگزر کرنا بہتر ہے یعنی جو انتقام لینے کا حق ہے اسے چھوڑ دینا چاہیے۔اسی طرح یہ بھی سخاوت کا ایک پہلو ہے۔

غرض یہ دونوں پہلو منفی اور مثبت جو سخاوت کے اندر پائے جاتے ہیں وہی کرم کے لفظ کے اندر پائے جاتے ہیں اور خدام کو ہر وقت سوچتے رہنا چاہیے کہ یہ عادت ان کے اندر پائی جاتی ہے یانہیں۔اس میں اپنے اور غیر بھی آجاتے ہیں بعض دفعہ انسان جہالت کے نتیجہ میں یا لاعلمی میں دوسرے کو دکھ پہنچادیتا ہے تو جس کو دکھ پہنچا ہواس کا یہ فرض ہے کہ اس نے خادم بننا ہے وہ مقابلہ میں اپنا ہاتھ نہ اُٹھائے اور بدلہ نہ لے اورانتقام کی طرف متوجہ نہ ہوں"(سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ-افتتاحی خطاب ۱۶ اکتوبر۱۹۷۰)

4عفت

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ط وَسَآءَ سَبِیْلًاo (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر : ۳۳)

ترجمہ: اور زنا کے قریب (بھی) نہ جائو، وہ یقیناً ایک کھلی بے حیائی اور بہت بُرا راستہ ہے۔

حدیث: عَنْ عُقْبَۃِ بْنِ عَامِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوُالْمَوْتُ۔ (مسلام کتاب السلام باب ایضًا)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں اجنبی اورپردہ دار عورتوں کے پاس جانے سے بچنا چاہئے۔ایک انصاری نے عرض کیا۔حضور ﷺ دیور کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہوتا ہے۔یعنی اس کا آنا بھی ناگزیر ہے لیکن احتیاط بھی ضروری ہے۔

"پھر عفت ہے عفت کے معنے احصان کے بھی ہیں یعنی جو نفسانی شہوات ہیں ان کو اپنے قابو میں رکھنا لیکن عفت کے اصل معنی اس سے زیادہ وسیع ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہراُس چیز سے پرہیز کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہ چہرے پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے۔یا یوں کہیے کہ نفس پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے۔پس ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو انسان کو داغدار کردیں۔اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی ہوں ورنہ خدمت کا جذبہ ابھر نہیں سکتا۔" (سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ افتتاحی خطاب ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰)

ہر وہ چیز جو انسان کی سب یا بعض قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردی گئی ہے اور وہ ہرچیز جو انسان کے مختلف قویٰ کی نشوونما میں ممد و معاون ہے اسے حلال قرار دیا گیا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں جو عفت کا لفظ استعمال کیا ہے وہ عام معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔یعنی نفسانی شہوات کے معنوں میں بھی کہ انسان کو ان سے بچنا چاہیے اور اس معنی میں بھی استعمال ہوا ہے کہ انسان ہراس حرام چیز سے بچے جو انسان کے جسم کو یا اس کے کیریکٹر کو داغدار کردے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے دراصل حرام کہتے ہی اس چیز کو ہیں جو انسان کو داغدار کردے۔اللہ تعالیٰ کی رضا سے جو گرجاتا ہے اپنے کسی گناہ کی وجہ سے اس سے بڑا داغ انسان کو اور کیا لگ سکتا ہے۔

"ہماری بہنیں ہمارے ساتھ برابر کی شریک ہونی چاہیں۔لیکن ہماری بہنیں اس وقت تک پوری طرح شریک نہیں ہوسکتیں جب تک کہ جماعت احمدیہ کو تسلی نہ ہو کہ کوئی بھی ہو خواہ وہ احمدی ہے یا دوسرے فرقوں سے تعلق رکھتا ہے یا غیر مسلم ہے کوئی بھی شخص کوئی بھی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔یہ تسلی ہونی چاہیے جماعت کو تب وہ

شریک ہوسکتی ہیں۔اور یہ نہیں ہوسکتا جب آپ احمدی جوہیں وہ غَضّ بصر کی عادت نہ ڈالیں۔ '' (ربوہ کے اجتماعی وقار عمل سے حضور کا خطاب ۲۴ اپریل ۱۹۷۳)

5تواضع 6انکسار 7 خاکساری

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o (سورۃ فرقان آیت نمبر : ۶۴)

ترجمہ: اور رحمن کے (سچّے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِیْ الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ج o(سورۃ لقمان آیت نمبر : ۱۹)

ترجمہ: اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصّہ سے مت پُھلا۔اورزمین میں تکبّر سے مت چل۔اللہ یقینا ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

حدیث:عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: مَانَقَصَتْ صَدَقَۃٌ' مِنْ مَالٍ وَّ مَازَادَ اللّٰہُ عَبْدً ا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّاوَ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ' لِلّٰہِ اَلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ (مسلم کتاب البرو الصلۃ باب استحباب العفو و التواضع)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندا جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔جتنی زیادہ کو ئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

''یعنی تواضع ، انکسار اور خاکساری کی وجہ سے اس کا نفس مٹ جائے۔۔۔پس ایک خادم میں تواضع، انکسار اور خاکساری کی رُوح ہونی چاہیے۔جو دراصل ایک سچے مسلمان کی روح ہے۔۔۔اگر آپ نے اچھا خادم بننا ہے۔تو آپ کو تواضع ،خاکساری اور انکسار کو اختیار کرنا پڑے گا۔کیونکہ جو کام آپ کے سپر د کیا گیا ہے۔ وہ خالی پانی پینے کا یا بوٹ کے تسمے کا نہیں بلکہ ساری دنیا کو اوردنیا کی ساری اقوام کو اکھٹا کرکے حضرت محمد مصطفی ﷺ کے قدم مبارک میں جمع کردینے کا ہے۔یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔یہ بہت بڑی زمہ داری ہے۔۔۔اسی واسطے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰہُ اِلَی السَّمَآئِ السَّابِعَۃِ (کنزالعمال جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۵)

کہ تم میں سے شریعت اسلامیہ اور ہدایت کے مطابق جو بھی تواضع کی راہوں کو اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان

تک لے جائے گا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰)

اور فرمایا:۔

"تواضع ، انکسار اور خاکساری کو اختیار کرو ہم زمہ لیتے ہیں کہ تمہیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور ساتویں آسمان تک پہنچا دیں گے۔۔۔اس واسطے اگر ایک خادم نے حقیقی معنوں میں خادم بننا ہے تو اور اس نے قوت کو اس کی نشونما کے کمال تک پہنچانا ہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ ان راہوں کو اختیار کر لے۔" (مشعل راہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۲)

8 ہمدردی مخلوق

وَاعْبُدُوااللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِہٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاوَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا o (سورۃ النساء آیت نمبر : ۱۱۴)

ترجمہ: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور (اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی) (اور) جو متکبّر اور اِترانے والے ہوں اُنھیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

حدیث:عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَ سَلَّمَ قَا لَ: لَا يَزَالُ اللّٰہُ تَعَا لٰی فِیْ حَا جَۃِ الْعَبْدِ مَادَامَ الْعَبْدُ فِیْ حَاجَۃِ اَخِيْہِ الْمُسْلِمِ۔ (قشیریۃ باب الفتوۃ صفحہ ۱۱۳)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہے۔

پھر خادم بننے کے لئے ہمدردی مخلوق ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کے تعلیم ہے۔وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْناً وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (الدھر 9:)

وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔اب دیکھ لو۔۔۔۔۔۔۔۔ہمدردی کی انتہاء کیا ہے۔"

(الحکم ۲۴

جنوری۱۹۰۵صفحہ ۴ کالم۳)

حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ عالیہ احمد مخلوق خدا سے دلی محبت اور غم خواری کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوئوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔" (سیرت مسیح موعود مصنفہ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ۳۵)

"حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ جوعہد بیعت لیتے۔اس کی شرائط میں سے دو شرطیں یہ ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا یہ عہد کرے کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔"اور "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔" (اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ئ)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

" ہمارے سب چھوٹوں اور بڑوں کا کام ہی ہمدردئ مخلوق ہے انصار کا بھی یہ کام ہے اور آپ کا بھی یہ کام ہے۔(دراصل انصار بھی خادم ہیں صرف نام بدلا ہوا ہے)۔جماعت احمدیہ پیدا ہی دنیا کی خدمت کے لئے ہوئی ہے ہم نے دنیا سے بہرحال ہمدردی کا سلوک روا رکھنا ہے۔"   (مشعل راہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۲)

9پاک باطنی

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ   (النور : ۳۱)

ترجمہ:تو مومنوں سے کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بہت پاکیزگی کا موجب ہو گا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح خبر دار ہے۔

نویں بات پاک باطنی یعنی تزکیۂ نفس ہے۔یہ بھی بہت ضروری وصف ہے۔ورنہ مذہب فلسفہ بن جاتا ہے۔اور سب سے زیادہ فکرمیرے جیسے انسان کو یہی رہتی ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں پاکیزگی نفس اور تقویٰ پیدا ہو اور و ہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں ، خدا تعالیٰ کے پیار اور اس کے حسن و احسان کی مسرت سے لطف اندوز ہونے کا انہیں چسکا پڑ جائے اوروہ اس کو چھوڑ نہ سکیں تب ہی پاک باطنی قائم رہ سکتی ہے۔۔۔پاکیزگی حاصل کرنا از بس ضروری ہے ظاہر پاکیزگی کا بھی دل اورروح اور اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔۔۔۔۔ہمدردی مخلوق کا جذبہ بھی ہونا چاہیے اور پاک باطنی بھی ہونی چاہیے۔(مشعل راہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۴)

10اکل ہلال

ذٰلِکَ ق وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ط وَ اُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ o   (سورۃ الحج آیت نمبر : ۳۱)

ترجمہ: بات یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ عزّت والی جگہوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے ربّ کے نزدیک اس کے لئے اچھا ہوتا ہے اور اے مومنو! تمھارے لئے (سب) چوپائے حلال کئے گئے ہیں۔ سوائے اُن کے جن کی حرمت قرآن میں بیان ہو چکی ہے پس چاہیے کہ تم بت پرستی کے شرک سے بچو اور اس (اسی طرح) اپنی عبادت اور فرمانبرداری صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے بچو۔

"دسویں بات اکل حلال ہے یہ تو پہلی چیز ہے۔میں نے بتایا ہے کہ طیب کی دراصل شرط ہے۔لیکن حلال کے بغیر تو طیب ہوتا ہی نہیں۔اب یہ گندی عادت ہے۔میں چھوٹی سی مثال دے دیتا ہوں باقی چیزیں آپ خود سوچ لیں۔گائوں میں ہر خاندان کا گنے کا کھیت ہوتا ہے۔قریبا ایک جتنے گنے کھائے جاتے ہیں۔کوئی فرق نہیں پڑتا۔مگر بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک خاندان کے بچے دوسرے خاندان کے کھیت سے گنے توڑ کر کھا جاتے ہیں اوراس خاندان کے بچے اس پہلے خاندان کے کھیت میں سے کھالیتے ہیں۔حالانکہ اگر وہ اپنے اپنے کھیت سے کھاتے تو انہیں کوئی نقصان نہ ہوتا بلکہ اکل حلال ہوجاتا۔اس لئے بغیر اجازت کسی دوسرے کا حق نہیں مارنا چاہیے۔" (مشعل راہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۵)

"پس اکل احلال کا صرف یہی مطلب نہیں ہوتا کہ چوری نہ کرو بلکہ بہت ساری باریک باتیں ہیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔مثلاً کسی دوسرے کے کھیت سے گنے کھانا ہے یا مولیاں کھا جانا ہے۔اس قسم کی اور بہت سی چیزیں ہیں۔ دوسرے کے گھر کی بیری کی شاخیں باہر لٹکی ہوئی ہیں، چھوٹے بچوں کو سنبھالنا چاہیے اور انہیں سمجھانا چاہیے کہ دس بیر بغیر اجازت کے کھا کے اس کے جسم کی نشوونما تو شاید ہوجائے لیکن غیر کے بیر اجازت کے بغیر کھا کر اس کی روح بیمار ہو جائے۔حالانکہ اگر گھر والوں سے پوچھ لیا جائے تو وہ کبھی نہیں کہیں گے نہ کھائو اور شوق سے اجازت دے دیں گے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر۱۹۷۰)

ہراُس چیز سے پرہیز کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہ چہرے پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے۔یا یوں کہیے کہ نفس پر ایک داغ چھوڑ جاتی ہے۔پس ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو انسان کو داغدار کردیں۔اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی ہوں ورنہ خدمت کا جذبہ ابھر نہیں سکتا۔

ہر وہ چیز جو انسان کی سب یا بعض قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں روک بنتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردی گئی ہے اور وہ ہرچیز جو انسان کے مختلف قویٰ کی نشوونما میں ممد و معاون ہے اسے حلال قرار دیا گیا ہے۔

11صدق مقال

فَاجۡتَنِبُواالرِّجسَ مِنَ الاَوثَانِ وَاجۡتَنِبُوا قَولَ الزُّور ِ (الحج:۳۱)

بس بت پرستی کے شرک سے بچواور (اسی طرح) جھوٹ بولنے سے بچو

حدیث: عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الصِدۡقَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡبِرِّ۔وَ اِنَّ الۡبِرَّ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡجَنَّۃ ، وَاِنَّ الرَّ جُلَ لَیَصۡدُقُ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدِ اللّٰہِ صِدِّیۡقًا۔وَاِنَّ الۡکَذِبَ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡفُجُوۡرِ، وَاِنَّ الۡفُجُوۡرَ یَھۡدِیۡ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّ جُلَ لَیَکۡذِبُ حَتّٰی یُکۡتَبَ عِنۡدَاللّٰہِ کَذَّابًا۔ (بخاری کتاب الادب باب قول اللہ اتقوااللہ و کونوامع الصادقین)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کی آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اورنیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جا تا ہے۔

”گیارہویں بات صدق مقال یعنی سچی بات کہنا ہے یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے۔کہتے ہیں کہ جھوٹ کا بچہ ہوتا ہے۔ایک دفعہ کوئی آدمی جھوٹ بول لے تو اس کا سلسلہ پھر پتہ نہیں کہاں تک چلتا ہے۔اس کو چھپانے کے لئے ایک دوسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔پھراس چھپانے کے لئے ایک تیسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔مگر جو آدمی سچ بول رہا ہوتا ہے اس کو تو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔کیونکہ اس کی تربیت کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر۱۹۷۰)

”غرض سچ ایک قیمتی چیز ہے اور پھر کوئی مشکل بھی نہیں ، آسان ترین ہے۔جو کام ہاتھ نے کیا ہے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ہاتھ سے یہ کام کیا ہے۔اس میں بوجھ کیا ہے۔آنکھ نے جو کچھ دیکھا اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ آنکھ نے

فلاں چیز دیکھی ہے، اس میں کون سی مشکل ہے۔کانوں نے ایک بات سنی ہے۔اب اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ کانوں نے فلاں بات سنی ہے اور اس کو دہرا دینا کون سی مشکل بات ہے۔" (مشعل راہ جلد نمبراول صفحہ نمبر۶۱۱)

"لیکن یاد رکھو سچ کے یہ معنے نہیں کہ آنکھ نہیں کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ تم ضرور کہہ دو۔قرآن کریم بعض باتوں کے بیان کرنے سے منع کرتا ہے پس اگر کوئی شخص ان کو بیان کرتا ہے تو وہ سچ نہیں بولتا بلکہ فتنہ و فساد پھیلاتا ہے۔سچ کے معنے صرف یہ ہیں کہ اگر تم کوئی بات کہو تو ضرور سچ کہو۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ۱۹۵۱مطبوعہ الفضل ۲۷-۲۸-۲۹ اپریل۱۹۶۱)

"پس سچائی کے اوپر پختگی سے قائم ہوناچاہیے۔کوئی فرق نہیں پڑتا گو دنیا اس کو پسند نہیں کرے گی۔۔۔۔یہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ آپ جھوٹ بولیں گے تو آپ کو اپنا حق ملے گا ورنہ نہیں مل سکتا۔ہم حق چھوڑتے ہیں لیکن سچ کو نہیں چھوڑ سکتے یہ جذبہ ہراحمدی کے اندرپیدا ہونا چاہیے اور سچ بولنے کی پختہ عادت ڈالنی چاہیے۔یعنی سچ بولنا اس کی سوچ اور اس کی رو اور اس کے دماغ کا حصہ بن جانا چاہیے۔" (مشعل راہ جلد دوم صفحہ نمبر ۲۵۴)

"قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ صرف یہ نہیں کہ سچ بولنا ہے بلکہ اس کے ساتھ کہا کہ قول سدید کہنا ہے یعنی سچ بھی بڑا اعلیٰ قسم کا جس کے اندر کوئی ہیر پھیر اور چالاکی نہ ہو۔"(سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ-افتتاحی خطاب ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۸)

" اس زمانہ میں سب سے بڑی ضرورت سچائی کی ہے۔انبیاء نے اس پر خاص زوردیا ہے اور انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے۔سچائی اور راستی پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا جب اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو بلکہ کفار کے نزدیک بھی یہ چیز بڑی قیمتی سمجھی جاتی تھی۔۔۔۔۔دنیا میں وہی قومیں جیتا کرتی ہیں جن میں صداقت ہوتی ہے۔" (مشعل راہ جلد اول صفحہ نمبر۶۰۶)

12 پرہیز گاری

حدیث: عَنْ سَعدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔

(مسلم کتاب الزھد)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو' بے نیاز ہو 'گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔

دراصل پرہیز گاری یعنی بری چیزوں سے بچنا بنیاد ہے۔جب تک بری چیزوں سے بچا نہ جائے اچھی چیزیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔شاید خادم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کوکچھ نہ سمجھے۔

از

فراست احمد راشد

ولد

مبارک احمد شاد

کواٹرز صدر انجمن احمدیہ ربوہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلَيْكُمْ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o (سورۃ البقرہ آیت نمبر : ۵۴)

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو!) تم نے بچھڑے کو (معبود) بنا کر یقینا اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اس لیے تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکو، اور ہر شخص اپنے آپ کو قتل کردے۔ یہ بات تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہت اچھی ہے۔(جب تم نے ایسا کر لیا) تب اس نے تمہاری طرف فضل کے ساتھ پھر توجہ کی وہ یقینا (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ م بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ 0 (سورۃ البقرہ آیت نمبر : ۵۷)

پھر ہم نے تمھاری ہلاکت کے بعد تمہیں اس لئے اُٹھایا کہ تم شکر گذار بنو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا طo

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر :

۲۲)

تمھارے لئے (یعنی اُن لوگوں کے لیے) جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اوراللہ کا بہت ذکرکرتے ہیں۔اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے (جس کی انھیں پیروی کرنی چاہیے)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ ب